Cambridge Assessment International Education

Cambridge IGCSE™

CANDIDATE NAME

CENTRE NUMBER

CANDIDATE NUMBER

0123456789

URDU AS A SECOND LANGUAGE **0539/01**

Paper 1 Reading and Writing **For examination from 2021**

SPECIMEN PAPER **2 hours**

You must answer on the question paper.

No additional materials are needed.

INSTRUCTIONS

- Answer **all** questions.
- Use a black or dark blue pen.
- Write your name, centre number and candidate number in the boxes at the top of the page.
- Write your answer to each question in the space provided.
- Do **not** use an erasable pen or correction fluid.
- Do **not** write on any bar codes.
- Dictionaries are **not** allowed.

INFORMATION

- The total mark for this paper is 60.
- The number of marks for each question or part question is shown in brackets [ ].

This document has **14** pages. Blank pages are indicated.

© UCLES 2018

مشق نمبر:1

ماچس کی ایجاد کے بارے میں درج ذیل عبارت کو پڑھیے اور صفحہ کی دوسری طرف سوالات کے جواب لکھیں۔

آگ کا استعمال انسان ہزاروں برس سے کرتا چلا آرہا ہے، لیکن آج سے چار سو سال قبل تک دنیا کے کچھ علاقوں میں آگ جلانے کے لئے عموماً چقماق یا سورج کی شعاؤں سے کام لیا جاتا تھا۔ اکثر گھروں میں چولہے میں جلنے والی آگ کو پوری طرح بجھنے نہیں دیا جاتا تھا تاکہ بوقت ضرورت آسانی سے آگ سلگائی جاسکے۔

ماچس کا استعمال سترہویں صدی عیسوی میں شروع ہوا، جب فاسفورس کی آتش گیر خصوصیات دریافت ہوئیں۔ ابتدائی دور کی ماچس میں تیلی کے ایک سرے پر لگے فاسفورس کے آمیزے کو گندھک کے تیزاب میں ڈبویا جاتا تھا، جس سے شعلہ تیز آواز سے بھڑک کر جل اٹھتا۔ لیکن جلنے کی ناگوار بُو اور خطرناک طریقۂ استعمال کی وجہ سے ان کیمیائی ماچسوں کو کوئی خاص مقبولیّت حاصل نہ ہو سکی۔

اگرچہ دو سطحوں کو رگڑ کر آگ پیدا کرنے کا طریقہ قدیم زمانے سے رائج تھا، لیکن اس طریقے سے جلنے والی ماچس 1826ء میں ایجاد ہوئی، جب جان واکر نامی ایک ماہرِ ادویات نے لیبارٹری کے آلات کی صفائی کے دوران فاسفورس کو رگڑنے پر آگ پکڑتے دیکھا۔ اس نے پہلی جدید ماچس کی ڈبیا متعارف کرائی جس میں تیلیوں کو رگڑ کر جلانے کے لئے ریتلے کاغذ کا ٹکڑا بھی رکھا ہوتا تھا۔ یہ ماچس نسبتاً بہتر تھی، مگر اب بھی جلتے ہوئے حصّے کے ٹوٹ کر گرنے سے لباس یا قالین جل جاتے۔ 1836ء میں ہنگری سے تعلّق رکھنے والے کیمسٹری کے ایک طالبعلم نے ایسی ماچس ایجاد کی جس کا مصالحہ رگڑ کر جلانے پر بکھرتا نہیں تھا۔ اسکے بعد ماچس بنانے کی بہت سی فیکٹریاں قائم ہو گئیں۔ اس وقت تک ماچسوں میں سفید فاسفورس استعمال ہو رہا تھا، جہاں فضا میں اس کی موجودگی کے انتہائی زہریلے اثرات کی وجہ سے ماچس کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدور ہڈیوں کی مہلک بیماری کا شکار ہونے لگے۔ 1888ء میں سفید فاسفورس کے استعمال کے خلاف متعدّد مظاہروں، ہڑتالوں اور تحریری احتجاج کے نتیجے میں یورپ کے مختلف ممالک نے اس پر پابندی عائد کرنا شروع کر دی۔

بیسویں صدی کے آغاز میں محفوظ ماچس بنانے کے سلسلے کی اہم پیش رفت سرخ فاسفورس کا استعمال تھا، جو نقصان دہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ آتش گیر اجزاء کو ماچس کی تیلی اور رگڑنے والی پٹّی کی صورت میں الگ الگ کر دیا گیا۔ یہ محفوظ ماچس اب دنیا میں ہر جگہ باآسانی دستیاب ہے اور انواع واقسام کے لائٹرز کی موجودگی کے باوجود اس کی اہمیّت میں کمی نہیں آئی۔

سوال نمبر 1- 6

1 ماچس کی ایجاد سے پہلے چولہے میں جلنے والی آگ کو پوری طرح بجھنے کیوں نہیں دیا جاتا تھا؟

[1] ....

2 ماچس میں فاسفورس کا استعمال کیوں کیا گیا؟

[1] ....

3 کیمیائی ماچسوں کی لوگوں میں غیر مقبولیت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

....

[2] ....

4 جان واکر کا پیشہ کیا تھا؟

[1] ....

5 ماچس میں سفید فاسفورس کے استعمال پر پابندی کیوں لگانا پڑی؟

[1] ....

6 آج کل استعمال ہونے والی ماچس میں کیا حفاظتی تدابیر اختیار کی گئی ہیں؟

....

[2] ....

[کل: 8]

© UCLES 2018

مشق نمبر:2

مندرجہ ذیل عبارت کو پڑھنے کے بعد نیچے دیے گئے سوالات کے جوابات لکھیے۔

A حکیم علی احمد مرحوم ہمارے قصبے کے ایک ہی حکیم تھے۔ علاج معالجہ سے ان کو کچھ ایسی دلچسپی نہ تھی لیکن بزرگوں کے تذکرے، جنوں بھوتوں کی کہانیاں اور حضرت سلیمانؑ اور ملکہ صبا کی داستانیں ان کے آزمودہ ٹوٹکے تھے۔ ان کے دواخانے میں معجون کے چند ڈبوں، شربت کی دس پندرہ بوتلوں اور شیشیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ دواؤں کے علاوہ وہ اپنی جادوئی گفتگو اور حضرت سلیمانؑ کے خاص تعویذوں سے مریضوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ انھی باتوں کے لیے دور دراز کے گاؤں سے مریض ان کے پاس کھنچے چلے آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے۔ حکیم صاحب کی داستان گوئی کی کشش مجھے بھی ان کے دواخانے تک لے گئی۔ ہفتہ دو ہفتہ کی جان پہچان میں میرا ان کے ساتھ ایک معاہدہ بھی ہو گیا۔ میں اپنے ابا کے ہسپتال سے ان کے لیے خالی بوتلیں اور شیشیاں لاتا اور اس کے بدلے وہ مجھے داستانِ امیر حمزہ کی کتابیں پڑھنے کے لیے دیا کرتے، جنھیں میں گھر آ کر اماں اور ابا جی سے چھپ کر پڑھتا تھا کیونکہ انھیں میرا اس طرح کی غیر نصابی کتابیں پڑھنا پسند نہیں تھا۔

B یہ کتابیں اتنی دلچسپ تھیں کہ میں رات بھر اپنے بستر میں دبک کر انہیں پڑھا کرتا اور صبح دیر تک سویا رہتا، اماں میرے اس رویے سے بہت تنگ تھیں اور ابا جی کو میری اس عادت سے میری صحت کے برباد ہونے کا خطرہ لاحق تھا۔ لیکن میں نے ان کو بتا دیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے، میں دن رات محنت کر کے امتحان میں اول آؤں گا۔ رات جاگ کر داستانِ امیر حمزہ کے جادوئی ایوانوں میں بسر ہوتی اور دن سکول میں اونگھتے ہوئے۔ سہ ماہی امتحان میں فیل ہوتے ہوتے بچا۔ ششماہی میں بیمار پڑ گیا اور سالانہ امتحان کے موقع پر حکیم صاحب کی مدد سے ماسٹروں سے مل ملا کر پاس ہو گیا۔ دسویں میں فسانۂ آزاد اور الف لیلیٰ ساتھ ساتھ چلتے تھے، فسانۂ آزاد گھر پر رکھی تھی، جبکہ الف لیلیٰ سکول کے ڈیسک میں بند رہتی۔ آخری بینچ پر جغرافیہ کی کتاب تلے سندباد جہازی کے ساتھ ساتھ چلتا اور اس طرح دنیا کی سیر کرتا۔ روزانہ کے اس معمول میں ہوم ورک کرنے کا وقت کہاں ملتا، لہٰذا اکثر کلاس روم میں پیچھے کھڑا کر دیا جاتا۔

C جب یونیورسٹی سے نتیجہ آیا تو چھ لڑکے فیل تھے اور بائیس پاس جن میں میرے تین دوست بھی شامل تھے۔ حکیم صاحب کا جادو یونیورسٹی میں نہ چل سکا اور لاہور کی ظالم دانش گاہ نے میرا نام بھی ان چھ لڑکوں میں شامل کر دیا۔ اسی شام والدِ محترم نے خوب ڈانٹ پلائی اور میں نے غصے میں آکر گھر چھوڑ دیا۔ میں ہسپتال کے باہر پانی کی ٹینکی پر آ بیٹھا اور رات گئے تک سوچتا رہا کہ اب کیا کرنا چاہیے اور کدھر جانا چاہیے۔ خدا کا ملک تنگ نہیں تھا اور میں عمرو عیار کے ہتھکنڈوں اور سند باد جہازی کے تمام طریقوں سے واقف تھا، مگر پھر بھی کوئی راہ سجھائی نہ دیتی تھی۔ کوئی دو تین گھنٹے اسی طرح خاموش بیٹھا زندگی گزارنے کی راہیں سوچتا رہا۔ اتنے میں اماں سفید چادر اوڑھے مجھے ڈھونڈتی ڈھونڈتی ادھر آگئیں اور ابا جی سے معافی دلانے کا وعدہ کر کے مجھے گھر لے گئیں۔

D اگلے دن ابا جی سے گڑگڑا کر معافی مانگنے پر بھی بات نہ بنی۔ سفارش کے لیے حکیم صاحب کو منایا لیکن فوری معافی کی کوئی صورت نہ نکلی۔ شام کو میرے فیل ہونے والے ساتھیوں میں سے خوشیا، کوڈا اور دیسو مسجد کے پیچھے کھلے میدان میں بیٹھے مل گئے۔ وہ گاؤں چھوڑنے اور لاہور جاکر کاروبار کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ دیسو نے مجھے بتایا کہ لاہور میں کاروبار کے بہت مواقع ہیں۔ میں نے ان سے کاروبار کی نوعیت کے بارے میں پوچھا تو دیسو نے کہا لاہور میں ہر طرح کا بزنس مل جاتا ہے بس ایک دفتر ہونا چاہیے۔ شاید میرے دوست سمجھ رہے تھے کہ بڑے شہروں میں پیسہ کمانا بہت آسان ہے۔ میں نے مزید وضاحت چاہی تو کوڈو چمک کر بولا "یار! دیسو سب کچھ جانتا ہے۔ یہ بتا، تو چلنے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟" آخر کار مجھے ان کی باتوں میں امید کی کرن نظر آئی، اور میں نے ان کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی، کیونکہ یہ عمرو عیار کے ہتھکنڈوں اور سند باد جہازی کے تمام طریقوں کو عملی جامہ پہنانے کا بہترین موقع تھا۔

سوال نمبر: 7 تا 15

نیچے دیے گئے جملوں (7تا15) کو غور سے پڑھیں۔ اس پیراگراف (A–D) پر نشان لگائیں جس میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔

کس پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ۔۔۔

مثال: مصنّف کے دوستوں نے اپنا کاروبار شروع کرنے کا منصوبہ بنایا۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☑

7 حکیم صاحب یونیورسٹی کے امتحان میں مصنّف کی مدد نہ کر سکے۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

8 مصنّف کے والدین اس کے رویّے سے پریشان تھے۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

9 سکول میں مصنّف کو سزا کا سامنا کرنا پڑتا۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

10 کہانیوں کی کتابوں کے لیے مصنّف کا حکیم صاحب سے سودا طے ہوا۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

11 مصنّف اور اس کے دوست لاہور جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

12 والدین سمجھتے تھے کہ ان کا بیٹا امتحان کی تیاری میں مصروف ہے۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

© UCLES 2018

13 امتحان میں ناکامی پر والدہ کا ردِ عمل والد سے مختلف تھا۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

14 مصنّف اپنے پسندیدہ کرداروں کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیے تیار تھا۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

15 دیہاتی لوگ دوا کے بجائے حکیم صاحب کی باتوں سے زیادہ متاثّر ہوتے تھے۔

A ☐ B ☐ C ☐ D ☐ [1]

[کل: 9]

مشق نمبر:3

سموگ کے بارے میں مندرجہ ذیل مضمون پڑھیں اور سوالوں کے جواب لکھیں۔

سردیوں کے موسم میں شام، رات اور صبح کے اوقات میں جب درجہ حرارت کم ہوتا ہے تو ایسے میں اکثر فضا میں دھند چھا جاتی ہے۔ یہ دھند یا فوگ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زمین کے قریب موجود ہوا اوپر والی ہوا کے مقابلے میں ٹھنڈی ہو کر آبی بخارات میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جن علاقوں میں سردی کا موسم شدید ہوتا ہے، وہاں یہ معمول کی بات ہے۔ دھوپ نکلنے پر یہ دھند خود بخود چھٹ جاتی ہے۔ لیکن اگر فضا دھوئیں یعنی سموک کی وجہ سے آلودہ ہو تو سورج کی شعاعوں کے فوگ اور سموک سے ٹکرانے سے سموگ وجود میں آتی ہے۔ سردیوں میں جب ہوا کی رفتار کم ہو یا ہوا چلنا بند ہو جائے تو سموگ جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جب تک بارش نہ برسے یا تیز ہوا نہ چلے، یہ وہیں ٹھہری رہتی ہے۔ فضا میں یہ آلودگی کوڑا کرکٹ جلانے، فصلوں کے فالتو حصّوں کو آگ لگانے، ایندھن کے طور پر پرانے ٹائر جلانے اور گاڑیوں کے دھوئیں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

سموگ انسانی صحت کے ساتھ ساتھ جانوروں، پودوں اور فطرت کی ہر چیز کو نقصان پہنچاتی ہے۔ سموگ کی وجہ سے کئی طبی مسائل جنم لیتے ہیں جن میں سانس لینے میں دشواری اور آنکھوں میں جلن جیسی بیماریاں سرفہرست ہیں۔ ماہرین چند احتیاطی تدابیر تجویز کرتے ہیں، جن پر عمل کر کے ایسے امراض سے بچنے میں مدد مل سکتی ہے۔ سموگ کے دوران کوشش کی جائے کہ کم سے کم گھروں سے باہر نکلیں اور گھر سے نکلتے وقت ماسک اور عینک کے استعمال کو یقینی بنایا جائے۔ دوڑنے اور سائیکل چلانے والے افراد کا چند دنوں کے لیے اپنی سرگرمیاں معطل کر دینا بیماری کا خطرہ مول لینے سے بہتر ہے۔ صحت کے مسائل کے علاوہ روزمرہ زندگی بھی سموگ کی وجہ سے شدید متاثر ہوتی ہے۔ شاہراہوں پر آمدورفت میں مشکل، منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہونا، حدِّ نگاہ کی کمی کی وجہ سے ٹریفک حادثات واقع ہونا، موٹروے کی بندش، فضائی پروازوں اور ریل گاڑیوں کے شیڈول کا متاثر ہونا، تعلیمی اداروں، دفاتر اور دوسرے محکموں کے کام میں رکاوٹ لوگوں کی پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ سموگ سے متاثرہ علاقوں سے گزرنے والی ہائی پاور ٹرانسمیشن لائن بھی متاثر ہوتی ہے۔ سموگ میں شامل صنعتی اخراج کاربن مونو آکسائیڈ اور نائٹروجن آکسائیڈ کے اجزاء جب رات کو نمی میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس وقت ہائی وولٹیج کے باعث ان علاقوں کی فضا میں حرارت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں تاروں میں نقصان پہنچنے کی وجہ سے بجلی کی فراہمی معطل ہو جاتی ہے۔ ماضی میں سموگ چین اور بھارت میں دیکھنے میں آتی تھی، لیکن اب پاکستان کے کئی علاقے اس سے شدید متاثّر ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں آنے والی سموگ بہت غیر معمولی ہے۔ یہ پہلے موسم سرما میں کچھ محدود علاقوں میں ہوتی تھی، مگر آج کل اس میں شدت آگئی ہے جس کی ایک وجہ شہروں میں تیزی سے بڑھتی ہوئی صنعتی ترقی بھی ہے۔ بالخصوص صوبہ پنجاب کا دارالحکومت لاہور شدید طور پر اس سے متاثر ہو رہا ہے۔

ماہرین موسمیات کا کہنا ہے کہ سموگ صرف آلودگی اور دھوئیں کی وجہ سے ہی نہیں بنتی بلکہ ہریالی اور درختوں کی کمی بھی اس کی ایک بڑی وجہ ہے۔ سموگ پر بروقت قابو پانے کے لیے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ فضا کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے جس کے لیے شہر میں کوڑا جلانے، فصلوں کے ناکارہ حصّوں کو آگ لگانے، ٹائر جلانے اور درختوں کی کٹائی سمیت ہر اس فعل پر پابندی عائد کرے جو سموگ کے وجود میں آنے کا سبب بن رہا ہے۔ صنعتی اداروں کو چاہیے کہ دھواں چھوڑنے والی فیکٹریوں، کارخانوں اور گاڑیوں وغیرہ کو ایک منصوبہ کے ذریعے توانائی کے

دیگر ذرائع سے استفادہ کرنے کے قابل بنائیں اور جہاں تک ممکن ہو کارخانوں اور فیکٹریوں کو شہری آبادی سے دور منتقل کیا جانا چاہیے تاکہ ہوائی آلودگی پر قابو پایا جاسکے۔ سموگ پر قابو پانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ شجرکاری کی جائے تاکہ فضا میں آلودگی کو قدرتی طریقے سے صاف کیا جاسکے۔ نا صرف نئے درخت لگائے جائیں، بلکہ لگائے گئے درختوں کی مناسب دیکھ بھال کا انتظام بھی کیا جائے۔ اس سلسلے میں عوامی سطح پر شعور اجاگر کرنے میں طلباء مؤثّر کردار ادا کر رہے ہیں اور ملک بھر میں شجرکاری کی مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔

سوال نمبر 16 تا 19

سموگ کے موضوع پر دیے گئے مضمون کو پڑھ کر مندرجہ ذیل سرخیوں کے تحت مختصر نوٹس تیار کریں۔

16 فضا میں دھند چھانے کا عمل:

....

[2] ....

17 دھند کا سموگ میں بدلنا:

....

[2] ....

18 سموگ کے صحت پر برے اثرات:

....

[2] ....

19 سموگ سے بچاؤ کے لیے معاشرے کے تین طبقات کے اقدامات:

- ....
- ....
- [3] ....

[کل: 9]

مشق نمبر ۴ میں آپ ان نکات کو خلاصہ لکھنے کے لیے استعمال کریں گے۔

© UCLES 2018

مشق نمبر:4

مشق نمبر تین میں سموگ کے موضوع پر دی گئی عبارت میں سموگ سے پیدا ہونے والے مسائل اور ان کے حل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

20 اب آپ ایک خلاصہ لکھیے کہ سموگ کیسے بنتی ہے اور ہم اس کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کر سکتے ہیں۔ آپ مشق نمبر تین میں بنائے گئے اپنے نکات سے مدد لے سکتے ہیں۔

خلاصہ تقریباً 100 الفاظ پر مشتمل ہو۔

جہاں تک ممکن ہو خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

خلاصے کے مواد کے 4 مارکس، اور طرز تحریر اور صحیح زبان کے 6 مارکس دیے جائیں گے۔

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

[کل: 10]

© UCLES 2018

مشق نمبر 5:

21 آپ کے شہر میں بین الاقوامی زبانوں کے بارے میں ایک میلہ لگا ہے جس میں آپ نے شرکت کی ہے۔ اپنے دوست کو اپنے تجربے کے بارے میں ایک ای میل لکھیں۔ اپنی ای میل میں مندرجہ ذیل نکات شامل کریں:

- آپ کی پسندیدہ زبان کونسی ہے اور کیوں؟
- مستقبل میں آپ اس زبان کو کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔
- زبانیں سیکھنے کے فائدے۔

آپ کی ای میل تقریباً 120 الفاظ پر مشتمل ہونی چاہیے۔

ای میل کے متن کے لیے 3 نمبر اور صحیح زبان اور اندازِ بیان کے لیے 5 نمبر مختص ہیں

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

[کل: 8]

© UCLES 2018

مشق نمبر 6:

22 'قوم کی تعمیر میں کھیلوں کا کردار بہت اہم ہے'

آپ اس رائے سے کس حد تک متّفق ہیں؟

اس بارے میں اپنے سکول میگزین کے لیے ایک مضمون کی صورت میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ آپ کا مضمون تقریباً **200** الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

میرے خیال میں کھیل ہمیں ایک دوسرے سے قریب لانے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

ہمیں کھیل کود میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے اور صرف پڑھائی پر توجہ دینی چاہیے۔

اوپر دیے گئے مکالمے آپ کو کچھ نکات بنانے میں مدد دے سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ نکات اپنی طرف سے بھی شامل کیجیے۔
مضمون کے متن کے لیے 8 نمبر، اور صحیح زبان اور اندازِ بیاں کے لیے 8 نمبر مختص ہیں۔

© UCLES 2018

[کل: 16]

© UCLES 2018

BLANK PAGE

Copyright Acknowledgements:

Exercise 2: adapted: © Ashfaq Ahmed; *Gadaria*; Sang-e-meel Publications; 2012.
Exercise 3: adapted: © Muhammad Jaffar, Skardu Baltistan; *Smog*; Hamari Web; http://www.hamariweb.com/articles/article.aspx?id=99026 24 November 2017.

Permission to reproduce items where third-party owned material protected by copyright is included has been sought and cleared where possible. Every reasonable effort has been made by the publisher (UCLES) to trace copyright holders, but if any items requiring clearance have unwittingly been included, the publisher will be pleased to make amends at the earliest possible opportunity.

Cambridge Assessment International Education is part of the Cambridge Assessment Group. Cambridge Assessment is the brand name of the University of Cambridge Local Examinations Syndicate (UCLES), which itself is a department of the University of Cambridge.